جماعت کے تمام اداروں کو چاہئے کہ وہ اپنی جدوجہد کو منظّم کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍ جنوری ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ سالِ نو کی مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ نیا سال بابرکت کرے۔

☆ جماعت احمدیہ حق و باطل کی آخری جنگ لڑ رہی ہے۔

☆ کاموں کو اس طرح منظّم کریں کہ طاقت کا ایک ذرّہ بھی ضائع نہ ہو۔

☆ افریقی ممالک میں توجہ دینے کی فوری ضرورت ہے۔

☆ ذیلی تنظیموں کو بھی سالِ نو کے منصوبے تیار کرنے چاہئیں۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

عزیزو! یہ سالِ نو کا پہلا جمعہ ہے جس میں میں آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ میری طرف سے سالِ نو کی مبارک باد قبول کریں۔ آپ بھی جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں اور وہ تمام احمدی احباب بھی جو اکنافِ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور قریہ قریہ میں رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ میری یہ مبارک باد رسمی طور پر نہیں۔ یہ تکلیف دہ خیال میرے دل کی گہرائیوں میں یکم جنوری سے ہی موجزن رہا ہے کہ گزشتہ سال جو گزرا ہے۔ وہ ہم پر بڑا ہی سخت سال تھا۔ اس نے ہمارے دلوں کو بُری طرح زخمی کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمارے زخمی دلوں پر تسکین کا پھاہا رکھا اور اس نے ہمیں محض اپنے فضل سے اس صبر کی توفیق عطا فرمائی۔ جس سے وہ راضی اور خوش ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے میری یہ مبارک باد رسمی طور پر نہیں بلکہ میں یہ مبارک باد اپنے دل کی گہرائیوں سے پیش کرتا ہوں اور پھر برکت کے ہر معنی کے لحاظ سے پیش کرتا ہوں جب ہم کسی دن۔ کسی زمانہ یا کسی سال کو مبارک کہتے ہیں تو اس سے ہمارا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ان تمام معانی میں جن میں یہ لفظ اچھے طور پر بولا اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ وہ دن اور وہ زمانہ اور وہ سال ہم سب کے لئے برکتوں والا ہو۔

برکت کے ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی کے جو سامان اس کے بندوں کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو دوام اور قیام حاصل ہو جائے۔ پس میری ''مبارک ہو'' کی دعا یوں ہوئی کہ خدا تعالیٰ کرے کہ وہ تمام برکتیں (خیر اور بھلائی کی چیزیں) نعمتیں اور رحمتیں جو اس نے جماعت احمدیہ کے لئے مقدر کر رکھی ہیں۔ اس سالِ نو میں ہم ان کے نظارے ہر آن دیکھتے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ایک مصلح موعود کی بشارت عطا فرمائی تھی تو اس نے اس پیشگوئی کے

اندر جماعت احمدیہ کو بھی بہت سی بشارتیں دی تھیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۹۷)

سو اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں جماعت احمدیہ سے جو وعدے کئے تھے۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ دعا کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سال کو ان معنوں میں بھی بابرکت کرے کہ وہ آپ کے نفوس اور اموال میں برکت ڈالے۔ اور آپ سے ہر آن خوش رہے وہ آپ کو بھولے نہیں۔ وہ آپ کو فراموش نہ کرے۔ بلکہ اس کی یاد میں آپ ہمیشہ حاضر رہیں اور جس طرح ایک دوست دوسرے دوست کو محبت کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ اسی طرح ہمارا آقا اور ہمارا مالک محض اپنے فضل سے ہمارے ساتھ دوستانہ معاملات کرتا چلا جائے۔

برکت کے دوسرے معنوں کی رو سے ہم اس دعا میں یہ زیادتی بھی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ان عنایات میں زیادتی کرتا چلا جائے۔ کیونکہ برکت کے ایک معنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غیر محسوس طور پر زیادتی کے بھی ہیں۔

برکت کے تیسرے معنوں کی رو سے یہ دعا یوں بھی ہوگی کہ خدا کرے کہ آپ اور میں ان نیکیوں پر ثابت قدم رہیں جو خدا تعالیٰ کو محبوب اور پیاری ہیں اور روحانی جہاد کے اس میدان میں جس کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے آج ہمارے لئے کھولا ہے اور جس میدان میں اس نے ہمیں لا کھڑا کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے اور آپ کی اطاعت کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم پیٹھ نہ دکھائیں اور ہمیشہ ثابت قدمی کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرتے چلے جائیں۔ پس یہ ''سالِ نو'' مبارک ہو آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی ان معنوں میں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اعمال صالحہ کے بجا لانے کی توفیق دیتا چلا جائے کہ جن کے نتیجہ میں (اگر اور جب وہ انہیں قبول کر لیتا ہے تو) اس کی نعمتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں۔ یہ اعمال صالحہ (یا خدا تعالیٰ کو محبوب اور مرغوب اعمال) دو قسم کے ہیں۔

ایک اعمالِ صالحہ تو وہ ہیں جو ہم انفرادی طور پر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بجا لاتے ہیں۔ ہم نمازوں کو ادا کرتے ہیں۔ ہم رات کی تنہائی اور خاموشی میں اپنے رب کے حضور عجز اور انکسار کے ساتھ جھکتے ہیں اور اس سے اپنے مطالب کے حصول کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ اسی طرح سینکڑوں اور اعمال ہیں جن کا ہماری ذات کے ساتھ تعلق ہے ہم تقویٰ کی باریک راہوں کی تلاش میں بعض کام کرتے

ہیں یا بعض کو چھوڑ دیتے ہیں ایسے اعمالِ صالحہ ایک فرد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن کچھ اعمالِ صالحہ اجتماعی حیثیت کے ہوتے ہیں۔ یعنی تمام جماعت کو کچھ کوششیں ایسی کرنی پڑتی ہیں کہ جن کے بغیر الٰہی جماعتیں اور الٰہی سلسلے اپنے مطالب اور مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ ساری جدوجہد بنیادی طور پر شیطان اس کے وسوسوں اور اس کے پھیلائے ہوئے باطل عقائد کے خلاف ہوتی ہے لیکن اس دنیا میں وہ مختلف شکلیں اختیار کرتی اور مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی وقت شیطان دجل کی شکل میں حق کے خلاف نبرد آزما ہے اور جماعت احمدیہ جو روحانی جنگ لڑ رہی ہے وہ شیطان کے مقابلہ میں ہی لڑی جا رہی ہے۔ اس جنگ کو الٰہی نوشتوں میں حق و باطل کی آخری جنگ قرار دیا گیا ہے اور اس میں فتح حاصل کر لینے کے بعد اسلام ساری دنیا پر غالب آ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی توحید تمام بنی نوع انسان میں پھیل جائے گی۔ اور دنیا کے تمام ملک اور اقوام آنحضرت ﷺ کی محبت سے سرشار ہو جائیں گی۔ غرض یہ میدان ہے جس میں ہماری جدوجہد جاری ہے لیکن ہمارے وسائل اور اسباب بہت محدود ہیں اور ہمارے مقابلہ میں دنیا کے اسباب اور طاغوتی طاقتیں بہت زیادہ اور دنیوی نقطہ نگاہ سے بہت بھاری ہیں ہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری حقیر کوششوں میں جہاں اپنے فضل سے پہلے ہی برکت رکھ دی ہے وہاں اس نے ہمیں یہ گُر بھی سکھایا ہے کہ اگر کسی طاقت کو جو کمزور ہے صحیح طور پر کام میں لایا جائے۔ پھر کوشش میں ایک تنظیم ہو اور جدوجہد منظّم رنگ رکھتی ہے اور کسی منصوبہ بندی اور پلان (Plan) کے مطابق ہو رہی ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتائج ان اعمال کے مقابلہ میں بہت اچھے نکلتے ہیں جو غیر منظّم طور پر اور بغیر کسی منصوبہ بندی کے کئے جاتے ہیں۔

میرے ایک پیارے عزیز نے میری توجہ حضرت مصلح موعود (رضی اللہ عنہ) کے ۱۹۵۲ء کے پہلے خطبہ جمعہ کی طرف مبذول کرائی ہے جس میں حضور نے جماعت اور جماعتی اداروں کو ایک منظّم جدوجہد اور منصوبہ بندی کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ کسی منصوبہ بندی کے بغیر اور اپنی کوششوں کو منظّم کرنے کے بغیر ہم اپنی کامیابیوں کی رفتار کو تیز سے تیز تر نہیں کر سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے کاموں کو اس طرح منظّم کرنے کی کوشش کریں کہ جماعت کی طاقت کا ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہو بلکہ ہمارے سامنے ایک وقتی مقصد اور اوبجیکٹ (Object) ہو جسے ہم معین وقت میں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ لمبے وقت کے لئے تو یہ صحیح ہے کہ ہمارا مقصد حیات اور سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض ہی یہ ہے کہ

طاغوتی اور شیطانی طاقتوں پر غلبہ حاصل کیا جائے اس غرض کے لئے ایک لمبے عرصہ تک جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں ۸۰ سال لگ جائیں۔ ۱۰۰ سال لگ جائیں۔ ۱۵۰ سال لگ جائیں۔ دوسَو سال لگ جائیں یا خدا جانے کتنا عرصہ لگ جائے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسانی عقل ودماغ اور تصور اس لمبے زمانہ کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے بعض چھوٹے چھوٹے منصوبے بنا لیتے ہیں۔ یعنی وہ تجویز کر لیتے ہیں کہ مثلاً اس سال میں ہم اپنے مقصد کا اتنا حصہ ضرور حاصل کر لیں گے اور پھر اس کے حصول کے لئے وہ اپنی پوری کوشش صرف کر دیتے ہیں اور پھر اس سال جس حد تک وہ اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی حاصل کر لیں اگلے سال وہ زیادہ تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھانے کے قابل ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۵۲ء میں بھی اور اس کے علاوہ اور مواقع پر بھی جماعت کو بار بار نصیحت فرمائی ہے کہ وہ اپنے کاموں میں تنظیم پیدا کرے۔ انہیں منظّم شکل دے اور انہیں کسی منصوبہ بندی اور پلاننگ (Planning) کے مطابق کرے ورنہ ہماری رفتارِ ترقی کبھی تیز نہیں ہوسکتی سو حضور کی اس تاکیدی نصیحت کے ساتھ آج میں اپنے بھائیوں کو سالِ نو کی مبارکباد دیتا ہوں اور ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ برکت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل ہم پر پہلے سے زیادہ نازل ہوں اور اس میدانِ مجاہدہ میں اور میدانِ جہاد میں جس میں ہم قدم رکھ چکے ہیں۔ ہمارے قدم آگے ہی بڑھتے چلے جائیں وہ پیچھے کی طرف کبھی نہ اٹھیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری کوششوں میں تنظیم پائی جائے اور ہم ایک منصوبہ بندی اور پلان (PLAN) کے ماتحت اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے والے ہوں۔ اس اصول کے مطابق میں جماعت کے تمام اداروں سے یہ کہتا ہوں کہ آئندہ چند ہفتوں کے اندر اندر وہ سالِ نو میں کام کرنے کا ایک منصوبہ تیار کریں اور اسے میرے سامنے رکھیں جسے میں سال کے دوران حسبِ ضرورت جماعت کے دوستوں کے سامنے پیش کرتا رہوں گا اور اسے پورا کرنے کی طرف ان کی توجہ مبذول کراتا رہوں گا لیکن چونکہ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے اور حضور کے وصال سے پہلے ایک لمبا عرصہ جماعت پر ایسا بھی گزرا ہے جس میں حضور اپنی بیماری کی وجہ سے ان تفاصیل میں جماعت کی پوری نگرانی نہیں کر سکے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرا فرض ہے کہ میں مختلف اداروں کو ان کے بعض کاموں کی طرف مختصراً توجہ دلا دوں۔ تفاصیل وہ اپنے طور پر طے کر لیں۔

تحریک جدید کو میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دس پندرہ روز سے یا یوں سمجھ لو کہ جلسہ سالانہ کے آخری دن سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے اور میں نے اس پر کافی غور کیا ہے اور معلومات بھی حاصل کی ہیں اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس وقت افریقہ میں دو ملک ایسے پائے جاتے ہیں کہ جن کے رہنے والے لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے اسلام اور احمدیت کی قبولیت کے لئے ایک جذبہ اور تڑپ پیدا کر دی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی روحانی پیاس کو بجھانے کے لئے ان میں زیادہ سے زیادہ مبلّغ، ڈاکٹر اور استاد بھجوائیں اور اپنی کتب اور رسالے ان تک پہنچائیں مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی جلدی ان ملکوں میں اسلام اور احمدیت مضبوطی سے قائم ہو جائیں گے انشاء اللہ میں نے ایک دوست کو بلا کر تحریک جدید کو پہلے بھی پیغام بھجوایا ہے اور اب جماعت کے احباب کو آگاہ کرنے کے لئے خطبہ میں بھی بتا رہا ہوں کہ افریقہ میں علاوہ اور سکیموں اور منصوبوں کے کہ جو وہاں اس وقت نافذ کئے جانے ضروری ہیں۔ ہمیں ان دونوں ملکوں کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو ہم بہت جلدی وہاں اچھے نتائج نکلنے کی امید کرتے ہیں۔ پس جہاں تحریک جدید سالِ نو کے لئے ایک منصوبہ تیار کرے گی وہاں میں جماعت کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ کاغذی منصوبہ بندی کوئی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کیا کرتی۔ اگر ہم نے غور کرنے کے بعد یہ سمجھا کہ ان دو ملکوں میں بیس یا تیس مبلّغ، ڈاکٹر اور استاد بھجوانے ضروری ہیں تو آپ کا فرض ہوگا کہ ہمیں اتنی تعداد میں مناسب آدمی مہیا کریں۔ میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر وقف کی ایک عام تحریک کی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ دوست مختلف رنگوں میں بڑی کثرت سے زندگیاں وقف کر رہے ہیں۔ اور بعض دوستوں نے مجھے اس سلسلہ میں بڑے ضروری اور مفید مشورے بھی دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء دے بہر حال ہمیں عنقریب کام کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد کی ضرورت پڑنے والی ہے اور جماعت کے مستعد، مخلص اور خوش قسمت نوجوانوں کو اپنی اپنی جگہ اس پیشکش کے لئے تیار رہنا چاہئے تا جب ہم ضرورت پڑنے پر آواز دیں تو یہ نہ ہو کہ دنیا کی نگاہ میں بھی اور اپنے دلوں میں بھی ہم ایک مضحکہ خیز حرکت کرنے والے ثابت ہوں اور دنیا یہ خیال کرے کہ ہم کاغذی منصوبے بنا رہے ہیں اور قوم وہ قربانیاں دینے کے لئے تیار نہیں جو ان منصوبہ بندیوں کے نتیجہ میں اسے دینی ضروری ہیں۔ غرض اس وقت بہت جلد افریقہ میں اسلام کی جڑوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ آئندہ زمانہ میں اس نے بین الاقوامی سیاست

میں بھی ایک اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اس وقت مسلم ممالک میں یا اسلام کی طرف منسوب ہونے والی مختلف حکومتوں میں بسنے والے لوگوں پر اکثر جگہ جو مظالم ہو رہے ہیں ان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بین الاقوامی سیاست میں اسلام کی آواز میں اتنی طاقت نہیں رہی جو مسلمانوں کو ان مظالم سے بچانے اور انصاف کے حصول کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم کرے۔ ان کی آنکھیں کھولے اور ان کی ان راستوں کی طرف رہنمائی کرے جن پر چلے بغیر وہ اپنے مستقبل کو روشن نہیں کر سکتے کیونکہ محض اسلام کا لیبل لگا لینا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی اس آواز پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام مسلمانوں کو بالخصوص اور تمام بنی نوع انسان کو بالعموم مخاطب کر کے بلند کی تھی۔ لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ میں داخل ہو جائیں اور وہ قربانیاں پیش کریں جو خدا تعالیٰ ان سے اس وقت لینا چاہتا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف اداروں کو بھی اپنے کاموں کی طرف توجہ کرنی چاہئے مثلاً اصلاح وارشاد کا کام ہے۔ تربیت کا کام ہے ہم ان کاموں میں ایک حد تک لکیر کے فقیر بن چکے ہیں حالانکہ وہ قومیں جو اپنے انقلابی زمانہ میں سے گزر رہی ہوتی ہیں وہ لکیر کے فقیر نہیں بنا کرتیں اور نہ وہ لکیر کے فقیر بن کر کبھی کامیاب ہوئی ہیں۔ ہمیں ہر وقت بیدار اور چوکس رہنا چاہئے اور ہر شہر، ہر علاقہ اور ہر جگہ کے متعلق پہلے یہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ وہاں کس قسم کے اصلاح وارشاد کے کام کی ضرورت ہے اور پھر وہاں اس کے مطابق کام کرنا چاہئے۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں جن کی طرف نظارت اصلاح وارشاد کو توجہ کرنی چاہئے۔

نظارت تعلیم اور نظارت امور عامہ کو بھی باہم مل کر ایک ضروری کام کرنا ہے اور اس کے متعلق منصوبہ بندی کرنا ہے اور وہ ضروری کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے احمدی بچوں کے دماغوں میں جلاء پیدا کی ہے اور جب مختلف تعلیمی یونیورسٹیوں کے نتائج نکلتے ہیں تو احمدی نوجوان اپنی نسبت کے مقابل بہت زیادہ تعداد میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے ہمیں نظر آتے ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی دَین ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس میں ہماری کوششوں کا کوئی دخل نہیں۔ اگر ہم اپنی غفلت کے نتیجہ میں اچھے دماغوں کو ضائع کر دیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پس جو طلباء ہونہار اور ذہین ہیں ان کو بچپن سے ہی اپنی نگرانی میں لے لینا اور انہیں کامیاب انجام تک پہنچانا جماعت کا فرض ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض نہایت ذہین بچے تربیت کے نقص کی وجہ سے سکول کے پرائمری

اور مڈل کے حصوں میں ہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان میں آوارگی اور بعض دیگر بُری عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف وہ خود بلکہ جماعت بحیثیت جماعت خدا تعالیٰ کے فضلوں اور نعمتوں کا وہ پھل نہیں کھا سکتی جو اچھے دماغ پیدا کر کے خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کیا ہے کیونکہ ہم ان دماغوں کو بوجہ عدم توجہ سنبھالتے نہیں بلکہ ضائع کر دیتے ہیں اور اس طرح بعد میں نقصان اٹھاتے ہیں اسی طرح بعض اچھے دماغ محض اس وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں کہ وہ غریب خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی مالی حالت اتنی اچھی نہیں ہوتی کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں اور جماعت بھی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم ناشکری کرتے ہوئے ان قابل ذہنوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ پس ہر اچھا دماغ رکھنے والے طالب علم کو جو جائزہ لینے کے بعد اس قابل معلوم ہو کہ اگر اسے اعلیٰ تعلیم دلائی جائے تو اسلام اور احمدیت کا نام روشن کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے سنبھالنا جماعت کا فرض ہے۔ جماعت کو اس پر نہ صرف روپیہ خرچ کرنا چاہئے بلکہ اس کے لئے دعائیں کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے راہِ راست پر قائم رکھے اور اس کے دماغ میں پہلے سے بھی زیادہ جلاء پیدا کرتا چلا جائے اور اسے الہام کے ذریعہ نئے مسائل کے حل کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ پھر بعض اچھے دماغ اس وجہ سے بھی ضائع ہو جاتے ہیں کہ جب وہ اپنی تعلیم ختم کر لیتے ہیں تو انہیں سمجھ نہیں آتی کہ اپنی آئندہ زندگی میں کس راستہ کو اختیار کریں اس لئے جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے نوجوانوں کی ان کی آئندہ زندگی کے پروگرام بنانے میں مدد کرے۔ بہت اچھے دماغ، اچھے دماغ، درمیانے دماغ اور نسبتاً کمزور دماغ سارے ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ جماعت ان کی راہ نمائی کرے اور جہاں جہاں وہ زندگی کے کاموں میں لگ سکتے ہیں وہاں انہیں لگوانے میں مدد کرے کیونکہ ہر وہ نوجوان جو تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی کام کرے اگر وہ بروقت کام پر نہیں لگتا اور جماعت بھی اسے کسی کام پر لگوانے میں مدد نہیں دیتی تو گویا ہم اسے خود پکڑ کر شیطان کی گود میں لا بٹھاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ بیکار رہنے والے لوگوں پر شیطان حملہ کرتا ہے اور انہیں اپنا آلۂ کار بنا لیتا ہے۔ پھر ایسا نوجوان جو تعلیم حاصل کر لینے کے بعد کام پر نہیں لگتا اور بیکار رہتا ہے نہ صرف اپنے خاندان کے لئے ایک مصیبت بن جاتا ہے بلکہ اس کی بیکاری سے جماعت بھی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ کیونکہ جو نوجوان تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جلد ہی کام پر لگ جاتا ہے وہ کمائی کرنا شروع کر دیتا ہے اور اپنی اس کمائی میں سے غلبۂ اسلام کی

جدوجہد میں کنٹری بیوٹ (Contribute) کر رہا ہوتا ہے۔ پھر جب وہ کام پر لگتا ہے تو اس کا ایک ماحول بنتا ہے اور اس کے اس ماحول میں اس کا کردار اور اس کے اخلاق اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں اور اس طرح وہ خاموشی کے ساتھ اپنا نمونہ دکھا کر یا گفتگو کے ذریعہ احمدیت کا اثر اور نفوذ بڑھانے والا ہوتا ہے۔

غرض وہ بچے جو تعلیم سے فارغ ہو کر کام پر نہیں لگتے اور بیکار پھرتے رہتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ جماعتی کاموں میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہتے بلکہ یہ بھی خطرہ ہوتا ہے کہ ان کے دماغ میں آوارگی آجائے اور وہ شیطان کا آلۂ کار بن جائیں۔ پس جماعت کے نوجوان کی اخلاقی، اقتصادی اور دینی حالت کی حفاظت کرنا نظارت امور عامہ کا کام ہے۔ اس کے متعلق اسے پوری اطلاعات رکھنی چاہئیں اور ایسا منصوبہ بنانا چاہئے کہ مختلف دماغ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں وہ اپنے مخصوص راستوں پر چل کر آئندہ زندگی میں کامیاب ہوں۔ اگر نظارت کو ان راستوں کا علم نہیں جو ہماری قومی ترقیات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تو وہ جماعت کے نوجوانوں کی مناسب راہ نمائی نہیں کرسکتی۔ مثلاً بہت سے دماغ ایسے ہوں گے جو مثال کے طور پر ب۔ ج۔ د۔ شعبوں میں جاسکتے ہیں اور ان شعبوں کے متعلق نظارت کو معلومات حاصل نہیں اس لئے وہ انہیں ا۔ و۔ ی شعبوں میں کام کرنے کا مشورہ دیتی ہیں جن شعبوں سے وہ دماغ کوئی مناسبت ہی نہیں رکھتے تو اس کا یہ مشورہ غلط ہوگا۔ پس نظارت امور عامہ کو ہر شعبۂ زندگی کے متعلق معلومات حاصل کرنی چاہئیں اور اسے اپنے آپ کو علیٰ وجہ البصیرت اس قابل بنانا چاہئے کہ وہ جماعت کے نوجوانوں کو صحیح مشورہ دے سکے تا وہ اس دنیا میں ہر لحاظ سے کامیاب زندگی گزار سکیں۔ غرض صدر انجمن احمدیہ کی ساری نظارتوں کو اس سال کے لئے جو شروع ہوا ہے پوری سوچ و بچار کے بعد اور زیادہ وقت لئے بغیر منصوبہ تیار کرنا چاہئے اور یہ کام بہر حال مجلس شوریٰ کے انعقاد سے پہلے ہو جانا چاہئے تا کہ اس کے بعد میں خود، مجلس شوریٰ اور ساری جماعت اس بات کا جائزہ لیتے رہیں کہ جماعت کے ذمہ دار ادارے اپنے اپنے منصوبہ کے مطابق پوری جدوجہد اور کوشش کر رہے ہیں یا نہیں۔

وقف جدید انجمن احمدیہ کا کام بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ علاقہ کے لحاظ سے ان کی معلومات ابھی ناقص ہیں اس لئے انہیں اور زیادہ مطالعہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں جیسا کہ میں بتا چکا ہوں صرف کچھ اشارے کر رہا ہوں تفاصیل میں اداروں کو خود جانا چاہئے۔ مثلاً وقف جدید

انجمن احمدیہ نے مختلف جگہوں پر تربیت کی غرض سے اپنے معلّم بٹھائے ہوئے ہیں اور وہ کام بھی کر رہے ہیں لیکن بعض رپورٹوں سے جو مجھے ملی ہیں معلوم ہوا ہے کہ ان کے اندر بھی لکیر کے فقیر ہونے کی عادت پیدا ہو رہی ہے اس لئے کہ کام چلانے کے لئے بعض قواعد وضع کرنے پڑتے ہیں اور ان کی وجہ سے کام میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے لیکن بعد میں ان قواعد کو اصل کام سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ قواعد ہمارے ماتحت ہیں ہم قواعد کے ماتحت نہیں۔ اگر قواعد کے اندر لچک نہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں فائدہ پہنچانے کی بجائے بعض جگہ نقصان بھی پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل عطا کی ہے تا ہم اپنے وضع کردہ قواعد سے نقصان نہ اٹھائیں۔ ہمیں فراست سے کام لینا چاہئے اور ضرورت کے مطابق اپنا منصوبہ بنانا چاہئے۔ پھر منصوبہ صرف آئیڈیل (Ideal) نہیں ہونا چاہئے۔ یعنی اگر اب ہم ایک ارب کا منصوبہ بنا لیں تو اس منصوبہ اور ہماری آمد کے درمیان اتنا تفاوت ہوگا کہ کوئی عقل اسے صحیح تسلیم نہیں کرے گی اور یہ ایک ہنسی کی بات بن جائے گی لیکن اگر ہماری آمد ۵۰ لاکھ روپیہ ہے اور ہم ساٹھ لاکھ روپیہ کا منصوبہ بنا لیتے ہیں تو یہ کوئی اتنا بڑا فرق نہیں جسے عقل تسلیم نہ کرے۔ ہاں اس کے لئے ہمیں جدوجہد کرنا پڑے گی اور منصوبہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ موجودہ وقت میں جو طاقت اور وسائل ہمیں حاصل ہیں اس سے زیادہ ہم چاہتے ہیں اور اس ’’زیادہ‘‘ کو مدنظر رکھ کر ہم اپنی عقل سمجھ اور حالات کے مطابق ایک سکیم بناتے ہیں اور اس کے پورا کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں لیکن اگر ہم اگلے سال کے لئے بھی پچاس لاکھ روپیہ کا منصوبہ بناتے ہیں تو گویا ہم رک گئے اور رک جانا قوم کے لئے نہایت مہلک ہے۔

بہرحال وقف جدید انجمن احمدیہ کو سینکڑوں معلم اور چاہئیں اس لئے ہمیں سینکڑوں نوجوان جو وقف جدید کے معلم ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں، ملنے چاہئیں اور جلد تر ملنے چاہئیں۔ یہ صحیح ہے کہ بعض جگہ وقف جدید کے معلمین کا کام تسلی بخش نہیں لیکن بعض جگہوں پر انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس لئے یہ تو کام دیکھ کر ہی بتایا جا سکتا ہے کہ کونسا معلّم اہل ہے اور کونسا نااہل، جو اہل ہو اسے رکھ لیا جائے اور جو نااہل ثابت ہو اسے فارغ کر دیا جائے اور اس کی جگہ اور رکھ لیا جائے اور ہمیں اس وقت تک ایسا ہی کرنا پڑے گا جب تک کہ ہماری ضرورت پوری نہ ہو جائے۔

پھر جماعت کی ذیلی تنظیموں انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو بھی اپنے منصوبے اور پلان (Plan) ریوائز (Revise) کرنے چاہئیں انہیں مزید غور کے بعد ان میں کچھ تبدیلیاں کر لینی

چاہئیں۔ اور اس اصول کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ وہ ایسے کاموں کی طرف توجہ نہ دیں۔ جو ان کے سپرد نہیں کئے گئے۔ اور ان کاموں کو نظر انداز نہ کریں جو ان کے سپرد کئے گئے ہیں۔ کیونکہ فرائض کو چھوڑ کر نوافل کی طرف متوجہ ہونا کوئی نیکی نہیں اور نہ اس کے اچھے نتائج ہی نکلتے ہیں۔

پس جماعت کی ان ذیلی تنظیموں کو اپنے مفوضہ فرائض احسن طور پر بجالانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت دے کہ وہ جماعت کی مضبوطی کیلئے قائم کی گئی ہیں اور اگر یہ تنظیمیں اپنے فرائض کو پوری طرح ادا کریں تو یہ جماعت کیلئے بہت برکت کا موجب بن سکتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو جذب کر سکتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں مَیں پھر آپ سب دوستوں کو جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ انہیں بھی جو یہاں میرے سامنے بیٹھے ہیں اور انہیں بھی جو دنیا کے مختلف ممالک میں رہتے ہیں اپنے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اس معنی میں بھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر اپنا فضل نازل کرتا رہے اور اس سال جو اب شروع ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل، اس کی رحمتیں اور برکتیں پچھلے سالوں سے زیادہ آپ پر نازل ہوں اور اس معنی میں بھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو روحانی میدانِ جنگ میں ثبات قدم عطا فرمائے اور آپ طاغوتی طاقتوں کو دنیا کے کناروں تک دھکیلتے ہوئے جہنم میں جلد تر پھینکنے والے بن جائیں اور پھر میں آپ کو اس معنی میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکتیں زیادہ سے زیادہ نازل کرے۔ اور آپ کو اور مجھے اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ جو وسائل اور اسباب اس نے ہمیں دیئے ہیں۔ ہم ان کا استعمال بہترین طور پر اور کسی منصوبہ بندی کے ماتحت اور منظّم طریقہ سے کریں۔ آمین۔

وَمَا تَوْفِيْقَنَا اِلَّا بِاللّٰهِ

(الفضل مؤرخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆